صلی اللہ علیہ وسلم

خاتمیت محمدی
اور
تحذیر الناس

رحمۃ اللہ علیہ

علامہ محمد عبد الحکیم خاں اختر شاہجہانپوری

خاتمیت محمدی اور تحذیر الناس

علامہ محمد عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد:

حافظ نعمت علی صاحب نے ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء میں "الصوارم الہندیہ" نامی کتاب شائع کی جس کا دیباچہ راقم الحروف سے لکھوایا تھا جو مذکورہ کتاب کے ساتھ ۲۷ صفحات پر مشتمل تھا۔ بعض احباب کا اصرار ہوا کہ ہم اس دیباچہ کو علیحدہ کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تا کہ زیادہ سے زیادہ افراد اس سے استفادہ کر سکیں۔ احقر نے ان حضرات کی خواہش کے پیش نظر مذکورہ دیباچے پر نظر ثانی کر کے بعض مقامات پر ترمیم و اضافے بھی کر دیئے ہیں۔

اسکے ساتھ ہی مناسب نظر آیا کہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) نے جن عبارتوں کی بنا پر مرزا غلام احمد قادیانی (المتوفی ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) کیساتھ جن چار علمائے دیوبند کی تکفیر بھی کی تھی انکی اصل عبارتوں کو ان کے سیاق و سباق سمیت پیش کر دیا جائے اور عام فہم لفظوں میں انکا حقیقی مفہوم واضح کر دیا جائے تا کہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہو جائے کہ مصنفین نے ان عبارتوں میں کیا کہا تھا۔ اختصار کے سبب ہم یہاں ان سے متعلقہ تاویلات کا جائزہ نہیں لیں گے کیونکہ اس کام کے لیے ہماری کتاب "کھلا خط" مخصوص ہے جو منظر عام پر آنے کے لیے پر تول رہی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ جل شانہ۔

چنانچہ مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب (المتوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء) نے اپنی کتاب "تحذیر الناس" میں لکھا ہے!

"بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین کے معلوم ہونے چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں "ولكن رسول الله وخاتم النبين "فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے۔ آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں۔ کیا فرق ہے جو اسکو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ ﷺ کی جانب نقصان قدر احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجیے۔ باقی یہ احتمال کہ ۔۔۔ یہ دین آخری دین تھا اس لیے سد باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل کو جھوٹے دعویٰ کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے ۔۔۔ البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے پر جملہ ما كان محمد ابا احد من رجالكم اور جملہ ولكن رسول الله وخاتم النبين میں کیا تناسب تھا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں۔ اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لیے اور بیسیوں موقع تھے۔ بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے"۔ (تحذیر الناس شائع کردہ ادارہ اسلامیات لاہور ص ۳)

اگر نانوتوی صاحب کی مخالفت وموافقت اور محبت ونفرت کو بالائے طاق رکھ کر "تحذیر الناس" کی اس طویل عبارت کو دیکھا جائے تو ہر اردو خواں قاری کے پردۂ ذہن پر اس سے یہ مفہوم ومطالب ابھر کر سامنے آتے ہیں۔

۱) اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت پر ایمان رکھنا جس پر تیرہ سو برس سے اُمت محمدیہ کا اجماع چلا آرہا ہے کہ حضور ﷺ کا زمانہ تمام سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد ہے اور آپ ﷺ سب میں آخری نبی ہیں یہ نانوتوی صاحب کے مطابق عوام کا خیال ہے اور یہ عقیدہ رکھنے والے نانوتوی صاحب کے نزدیک اہل فہم نہیں ہیں۔

۲) نانوتوی صاحب کے نزدیک جو حضرات اہل فہم ہیں ان پر روشن ہے کہ کسی نبی کے پہلے یا سب سے بعد میں آنے کے اندر بالذات کوئی فضیلت نہیں ہے۔

۳) اگر حضور ﷺ کو لحاظ زمانہ سب سے آخری نبی مانا جائے تو اس صورت میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کا مقام مدح میں ہونا بقول نانوتوی صاحب صحیح قرار نہیں پاتا۔

۴) نانوتوی صاحب کے نزدیک اگر حضور ﷺ کے لحاظ زمانہ آخری نبی ہونے کو اوصاف مدح میں شمار نہ کیا جائے اور اس آیت کو مقام مدح قرار نہ دیں تو آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا صحیح ہوسکتا ہے۔

۵) نانوتوی صاحب خود بھی یہ جانتے ہیں کہ اہل اسلام اس بات کو گوارہ نہیں کریں گے کیونکہ آخری نبی ﷺ ماننے میں ان کے نزدیک ایک قباحت تو یہ ہے کہ نعوذ باللہ خدا کی جانب زیادہ گوئی یعنی فضول باتیں بنانے کا وہم ہوتا ہے کیونکہ آخری نبی ﷺ ہونے کا تو قد وقامت، شکل ورنگ، حسب ونسب اور سکونت وغیرہ کی طرح نبوت تو کیا دیگر فضائل میں بھی کوئی دخل نہیں۔

۶) جب قد وقامت اور شکل ورنگ وغیرہ کا خدا جل شانہ نے ذکر نہیں کیا جن کا نبوت اور فضائل میں کوئی دخل نہیں تو آخری نبی ہونا بھی بقول نانوتوی صاحب ان جیسی ہی بات ہے جس کا نبوت اور فضائل میں کوئی دخل نہیں ہے۔ لہٰذا اس آیت میں موصوف کے نزدیک خدا جل شانہ نے آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کا ذکر نہیں کیا ہوگا۔

۷) نانوتوی صاحب کے نزدیک آخری نبی ماننے سے حضور ﷺ کی شان گھٹ جانے کا احتمال ہے کیونکہ اہل کمالات کے کمالات بیان کیے جاتے ہیں اور کمالات سے محروم لوگوں کے متعلق ایسی ویسی باتیں کہی جاتی ہیں چونکہ آخری نبی ہونا موصوف کے نزدیک کمال کی بات نہیں بلکہ محض ایسی ویسی بات ہے لہٰذا اس آیت مقدسہ میں خدا جل شانہ نے آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کے متعلق نہیں کہا ہوگا۔

۸) ہاں یہ احتمال کہ یہ آخری دین ہے اس لیے جھوٹے مدعیان نبوت کا اس آیت میں سدباب کیا ہو جو کل جھوٹے دعوے کر کے لوگوں کو گمراہ کریں گے تو یہ بات کسی حد تک نانوتوی صاحب کے نزدیک قابل لحاظ ہو سکتی تھی لیکن ان کے نزدیک یہ بات بھی نہیں کیونکہ اگر یہ بات اس آیت میں ہوتی تو جملہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم اور جملہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں کوئی تناسب نہیں رہتا اور یہ دونوں جملے ایک دوسرے پر عطف نہیں ہو سکتے تھے اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار نہیں دیا جا سکتا تھا کیونکہ یہ بے ربطی ہے جبکہ خدا کے کلام معجز نظام میں ایسی بے ارتباطی متصور نہیں اور ایسا مذکورہ سدباب کے باعث لازم آرہا ہے لہذا اس آیت مبارکہ کے متعلق موصوف یہ نہیں مان سکتے کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جھوٹے مدعیان نبوت کا سد باب کیا ہو۔

۹) اگر اللہ تعالیٰ جل شانہ کو یہ سدباب منظور ہوتا تو نانوتوی صاحب کے نزدیک قرآن کریم میں اور بیسیوں موقع تھے لیکن وہاں اس بات کا سدباب نہیں کیا جبکہ اس آیت مبارکہ میں تو موصوف کے نزدیک مذکورہ سدباب کا موقع ہی نہیں تھا۔

۱۰) اب موصوف دلی راز ظاہر کرتے ہیں کہ خاتمیت کی بنیاد وہی دراصل اور بات پر ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ذہن میں بھی نعوذ باللہ نہ آئی اور خواہ مخواہ لا نبی بعدی سے اپنے خاتم ہونے کا مفہوم سمجھاتے رہے اور کبھی اپنے آپ کو قصر نبوت کی آخری اینٹ بتاتے رہے۔ اسی خاتمیت پر خواہ مخواہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اجماع کر بیٹھے اور اسی کو خواہ مخواہ اُمت محمدیہ نے اپنا عقیدہ بنائے رکھا۔۔۔ اسے ضروریات دین سے ٹھہرایا۔۔۔ اور اسکے منکر بلکہ اسکے معنی میں تاویل کرنے والے کو بھی کافر و مرتد قرار دیتے رہے چونکہ یہ سارے ہی نانوتوی صاحب کے نزدیک عوام تھے اور اہل فہم نہیں تھے اسی لیے وہ اصلی خاتمیت کو معلوم ہی نہ کر سکے۔ انہیں تو اتنا بھی نعوذ باللہ معلوم نہ ہو سکا کہ خاتمیت کی بنیاد کس بات پر ہے۔ تیرہ صدیاں گزرنے پر وہ اصلی خاتمیت نانوتوی صاحب کو معلوم ہوئی ہے جس سے تاخر زمانی اور مذکورہ سدباب خود ہی لازم آجائے گا۔ اور خدا جل شانہ سے تو نبی کریم ﷺ کی افضلیت دوبالا نہ ہو سکی لیکن نانوتوی صاحب "اصلی خاتمیت سے سرفراز کر کے" رسول اللہ ﷺ کی افضلیت کو دوبالا کر کے چھوڑیں گے۔

حضرات گرامی!

یہ ہیں نانوتوی صاحب کی مذکورہ طویل عبارت کے مضمرات۔۔۔ یہ ہے اللہ جل شانہ اور اسکے آخری رسول ﷺ اور تیرہ سو سالہ اُمت محمدیہ یعنی صحابہ کرام، تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، ائمہ مجتہدین، اولیائے عارفین اور

علمائے کاملین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے خلاف موصوف کی محاذ آرائی۔

۱) رسول اللہ ﷺ کو بلحاظ زمانہ آخری نبی ماننے والے عوام ہیں۔

۲) اہل فہم نہیں ہیں

۳) آخری نبی ہونے میں بالذات کوئی فضیلت نہیں ہے

۴) آخری نبی ماننے سے ولکن رسول اللہ و خاتم النبین کا مقام مدح میں فرمایا جانا صحیح نہیں ہو سکتا اور اس آیت کو مقام مدح قرار نہیں دیا جا سکتا۔

۵) حضور ﷺ کو آخری نبی ماننے سے خدا کی زیادہ گوئی کا وہم ہوتا ہے کیونکہ آخری نبی ہونے کو نبوت تو کیا دیگر فضائل میں بھی دخل نہیں۔

۶) اس سے موصوف کو رسول اللہ ﷺ کی شان کے گھٹ جانے کا احتمال ہے۔

۷) اگر حضور ﷺ کو آخری نبی مانا جائے تو نانوتی صاحب کے نزدیک آپ ﷺ کو کمالات سے خالی اور ایسے ویسے لوگوں میں ماننا لازم آتا ہے۔

۸) مذکورہ آیت مبارکہ میں اگر جھوٹے مدعیان نبوت کا سدباب مانا جائے تو اس کا موصوف کے نزدیک اس آیت مقدسہ میں موقع نہیں تھا۔

۹) اور ایسا ماننے سے قرآن مجید کو بے ربط کتاب ماننا لازم آتا ہے۔

۱۰) اگر مذکورہ سدباب ہی منظور ہوتا تو قرآن کریم میں اسکے دیگر بیسیوں مواقع تھے لیکن خدا جل شانہ نے وہاں اس بات کا سدباب نہیں کیا۔

۱۱) نانوتی صاحب سے پہلے کسی کو بنا خاتمیت معلوم نہ ہو سکی تھی اور سب اندھیرے میں تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے۔

۱۲) اب تیرہ صدیوں کے بعد موصوف ہی کو بنا خاتمیت معلوم ہوئی جس سے تاخر زمانی اور مذکورہ سدباب خود بخود لازم آجاتا ہے۔

۱۳) خدا تعالیٰ جل شانہ سے تو حضور ﷺ کی افضلیت دوبالا نہ کی جاسکی لیکن نانوتی صاحب نے حضور ﷺ کو ایسی خاتمیت سے سرفراز کر دیا ہے جس کے باعث اب افضلیت نبوی دوبالا ہو جائے گی۔

نانوتی صاحب نے اسکے بعد یوں لکھا ہے!

"موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے۔ موصوف بالذات کا وصف جسکا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا"۔ (تحذیر الناس ص ۴)

"سو اسی طور رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کو تصور فرمایئے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہے"۔ (تحذیر الناس ص ۴)

ان دونوں عبارتوں میں نانوتوی صاحب نے رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت و نبوت کو بالذات اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی نبوت کو بالعرض قرار دیا ہے۔ موصوف نے دعویٰ نبوت کے لیے چور دروازہ بنایا۔ تحذیر الناس کتاب ۱۲۹۰ھ میں منظر عام پر آئی ـــ پورے ملک میں شور و غل ہوا کیونکہ ہندوستان سنیوں حنفیوں سے بھرا ہوا تھا اور تیرہ صدیاں گزرنے والی تھیں کہ پہلی دفعہ یہ غیر اسلامی آواز اور نئی خاتمیت سننے میں آئی۔ علمائے کرام رد و تردید میں خوب سرگرمی دکھا رہے تھے۔ عقیدہ خاتمیت کا پوری جرأت سے دفاع کر رہے تھے کہ ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۷۹ء میں مولوی محمد قاسم صاحب نبوت کا دعویٰ کیے بغیر یہ کہتے ہوئے راہی ملک عدم ہو گئے۔

قسمت تو دیکھئے کہاں پہ ٹوٹی ہے کمند　　دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

اب برٹش گورنمنٹ کو ایسے ہی دوسرے جرأت مند کی ضرورت محسوس ہوئی تو مرزا غلام احمد قادیانی صاحب (المتوفی ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء) مل گئے۔ انہوں نے ۱۲۹۹ھ/ ۱۸۸۱ء سے اپنا کام شروع کر دیا۔

نانوتوی صاحب والے چور دروازے سے پورا فائدہ اٹھایا لیکن اسکے نام میں تھوڑی سی تبدیلی کر لی کہ بالذات اور بالعرض کی جگہ اصلی اور ظلی بروزی کی اصطلاح استعمال کرنے لگے۔ خاتمیت مرتبی و زمانی کی جگہ تشریعی اور غیر تشریعی نبی کی اصطلاح آ گئی یعنی نانوتوی صاحب کی روح سے معذرت کیساتھ۔ خیر یہ بات تو برسبیل تذکرہ نوک قلم پر آ گئی۔ آگے نانوتوی صاحب نے خاتمیت کے متعلق یوں لکھا ہے!

"اور مجھ سے پوچھیے تو میرے خیال ناقص میں وہ بات ہے کہ سامع منصف ان شاء
اللہ انکار ہی نہ کر سکے۔ سو وہ یہ ہے کہ تقدم تاخر یا زمانی ہو گا یا مکانی یا مرتبی۔ یہ تین
نوعیں ہیں باقی مفہوم تقدم وتاخر ان تینوں کے حق میں جنس"۔(تحذیر الناس ص ۹)

اس عبارت میں موصوف نے دعوئی نبوت کی خاطر چور دروازے بناتے ہوئے خاتمیت کی اپنی طرف سے تین قسمیں گھڑلیں تاکہ لا نبی بعدی اور قصر نبوت کی آخری اینٹ والی خاتمیت زمانی کو غتر بود کردیں اور اس پر جو لوگوں کا عقیدہ ہے اسے ہٹا سکیں۔ چنانچہ اسی مقصد کی خاطر وہ اسی عبارت سے پہلے صلائیں لکھ چکے ہیں!

"اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبی سے عام لے لیجئے تو پھر
دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدی ﷺ خاتمیت مرتبی ہے
نہ زمانی"۔(تحذیر الناس ص ۹)

اس عبارت میں موصوف نے صاف صاف بتادیا کہ بطور اطلاق یا عموم مجاز تو دونوں طرح کی خاتمیت مراد لی جاسکتی ہے لیکن ایک ہی خاتمیت اگر مراد ہو تو شایان شان محمدی ﷺ وہی خاتمیت ہے جو نانوتوی صاحب نے تیرہ صدیاں گزرنے پر گھڑی ہے اور جو خاتمیت اللہ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ نے بتائی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے سمجھی اور سمجھائی تیرہ سو سال سے امت محمدیہ نے اپنے دلوں اور دماغوں کی زینت بنائی۔ وہ موصوف کے نزدیک شایان شان محمدی نہیں ہے۔ آگے نانوتوی صاحب اپنی گھڑی ہوئی خاتمیت مرتبی کا یہ فائدہ بتاتے ہیں!

"باندیشہ تطویل قدر ضرورت پر اکتفا کر کے عرض پرداز ہوں کہ اطلاق خاتم اس بات کو
مقتضی ہے کہ تمام انبیاء کا سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہوتا ہے جیسے انبیاء گزشتہ کا وصف
نبوت میں حسب تقریر مسطور اس لفظ سے آپ کی طرف محتاج ہونا ثابت ہوتا ہے اور
آپ کا اس وصف میں کسی طرح محتاج نہ ہونا اس میں انبیاء گزشتہ ہوں یا کوئی اور اسی
طرح اگر فرض کیجئے آپ کے زمانے میں اس زمین یا کسی اور زمین یا آسمان میں کوئی
نبی ہو تو وہ اس وصف نبوت میں آپ کا محتاج ہوگا اور اس کا سلسلہ نبوت بہرطور آپ پر
مختتم ہوگا اور کیوں نہ ہو عمل سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہے۔ جب علم ممکن للبشر ہی ختم ہولیا تو
پھر سلسلہ علم و عمل کیا چلے۔ غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا
تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت

خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ
کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"۔(تحذیر الناس ص ۱۰)

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جو اپنے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی بنایا یعنی خاتمیت زمانی سے سرفراز فرمایا ہے اس کے مقابلے پر نانوتوی صاحب نے اس عبارت میں اپنی گھڑی ہوئی خاتمیت مرتبی اور مفید ہونا دکھایا ہے کہ میری گھڑی ہوئی خاتمیت مرتبی میں یہ فائدہ ہے کہ اس کی رو سے تمام انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ نبوت آپ ﷺ پر ختم ہوگا خواہ وہ حضور ﷺ سے پہلے نبی ہوں یا آپ ﷺ کے زمانے میں کسی جگہ زمین و آسمان میں موجود ہوں یا بالفرض کچھ انبیاء آپ ﷺ کے بعد پیدا ہو جائیں۔ اب نانوتوی صاحب مسلمانوں سے اپیل کر رہے ہیں کہ اگر خاتمیت کا مطلب اللہ جل شانہ اور رسول ﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت کو چھوڑ کر میری تجویز کے مطابق مان لیا جائے تو اسکا فائدہ ہوگا کہ حضور ﷺ گزشتہ انبیاء کے خاتم ہی نہیں رہیں گے بلکہ اگر بالفرض آپ ﷺ کے زمانے میں بھی کسی جگہ کوئی اور نبی ہو تب بھی حضور ﷺ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہے گا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول ﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت کو ماننے میں یہ فائدہ نہیں ہے۔۔۔ موصوف نے آگے لکھا ہے!

"ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول ﷺ اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی ﷺ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے"۔(تحذیر الناس ص ۳۴)

اسی عبارت میں نانوتوی صاحب نے اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول ﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت کے مقابلے میں اپنی گھڑی ہوئی خاتمیت کی تین وجہ سے برتری دکھائی ہے یا اس کے اندر تین فائدے ایسے بتائے ہیں جو اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول ﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت زمانی میں نہیں ہیں یعنی!

۱) اگر نانوتوی صاب کا بتایا ہوا خاتمیت کا مفہوم مان لیا جائے تو حضور موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام موصوف بوصف نبوت بالعرض اسکا پہلا فائدہ تو یہ ہوگا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے

افراد بالخلق میں سے کسی کو نبی کریم ﷺ کا مماثل نہیں کہا جا سکے گا۔

۲) دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے افراد خارجی پر ہی نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی فضیلت انبیائے کرام کے افراد مقدرہ پر بھی ثابت ہو جائے گی۔

۳) تیسرا فائدہ اللہ اور رسول ﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت کو چھوڑ کر نانوتوی صاحب کی گھڑی ہوئی خاتمیت کو ماننے کا یہ ہوگا کہ بالفرض حضور ﷺ کے زمانے کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔۔۔اور کسی اور زمین یا اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کر لیا جائے تو نانوتوی صاحب کی گھڑی ہوئی خاتمیت کو ماننے کے سبب اس معاصر کے باعث بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔۔۔نانوتوی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے!

"بایں ہمہ اطلاق مماثلت میں مزید رفعت مراتب نبوی ﷺ ہے۔ یہاں تک کہ اگر اطلاق مذکور کو تسلیم نہ کیجئے تو رسول اللہ ﷺ کی عظمت اور رفعت کے سات حصوں میں سے کل ایک ہی باقی رہ جائے اور چھ حصے عظمت کم ہو جائے"۔(تحذیر الناس ص ۱۷)

"اگر ہفت زمین کو بطور مذکور بر ترتیب فوق و تحت نہ مانئے تو پھر عظمت و شان محمدی بہ نسبت اس قدر عظمت کے جو در صورت تسلیم ارضی ہفت گانہ بطور مذکور لازم آتی تھی چھ گنی کم ہو جائے گی۔ ظاہر ہے کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو اگر کوئی نادان فقط اسی اقلیم کا بادشاہ سمجھے جس میں وہ رونق افروز ہے تو یوں کہو کہ اس کی عظمت کے چھ حصے گھٹا دیئے فقط ایک ہی پر قناعت کی"۔(تحذیر الناس ص ۲۹)

نانوتوی صاحب سے ان کے رشتہ دار مولوی محمد احسن نانوتوی (المتوفی ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۵ء) نے "در منثور" میں مذکور ایک اثر ابن عباس کے بارے میں سوال کیا تھا۔ موصوف نے اثر مذکورہ کو اپنی دلیل بنایا اور دعویٰ نبوت کے لیے چور دروازے بنانے کی غرض سے "تحذیر الناس" کتاب لکھی جس کی پورے ہندوستان میں سے کسی ایک عالم نے بھی کلی تائید نہیں کی تھی کیونکہ اکابر اُمت نے اس اثر کو شاذ کہتے ہوئے رد کیا اور عقیدہ خاتمیت کے خلاف ٹھہرا لیا تھا جیسا کہ اسی "تحذیر الناس" کے صفحہ ۲۹،۳۰ پر نانوتوی صاحب نے خود بھی اعتراف کیا ہے۔

موصوف نے اثر مذکورہ کے تحت سات زمینیں الگ ٹھہرائی اور ہر زمین میں ایک ایک آدم نوح ابراہیم عیسیٰ اور محمد علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام ٹھہرائے۔ یوں شش مثل کا فتنہ بھر جگایا۔ گویا خود حضور ﷺ کے زمانے میں آپ ﷺ

کے ہمنام چھ نبی باقی زمینوں میں موجود تھے اور اوپر کی زمین والے کو ان سب کا حاکم ٹھہرا لیا ہے اور بتلایا ہے کہ وہ اپنی اپنی زمین کے خاتم اور حضور ﷺ ان سب کے بھی خاتم ـــ حالانکہ اکابر اُمت نے اس بات کو کفر ٹھہرا لیا ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے کو عقیدہ خاتمیت کا انکار قرار دیا ہے۔ جیسا کہ دیوبندیوں کے مفتی اعظم پاکستان مولوی محمد شفیع صاحب نے اپنی کتاب "ختم نبوت کامل" میں اکابر اُمت کی اس بارے میں متعدد عبارتیں نقل کی ہیں۔

نانوتوی صاحب نے اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول ﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت کے مقابلے میں نانوتوی صاحب کی گھڑی ہوئی خاتمیت کو یہ برتری ہے کہ باقی چھ زمینوں میں حضور ﷺ کے چھ مثل اور ماننے سے نبی کریم ﷺ کا مرتبہ چھ گنا اور بلند ہو جاتا ہے۔

۲) اگر باقی چھ زمینوں میں آپ ﷺ کے چھ مثل اور نہ مانے جائیں تو اس صورت میں نانوتوی صاحب کے نزدیک رسول ﷺ کی عظمت اور رفعت کے سات حصوں میں سے صرف ایک حصہ باقی رہ جائے گا اور چھ حصے عظمت و رفعت کم ہو جائے گی۔

۳) وہ شخص نادان ہیں جو اللہ جل شانہ اور رسول ﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت کے مطابق حضور ﷺ کو ایک ہی ملک کا بادشاہ بنائے رکھنے پر قناعت کیے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ کی چھ گنا شان گھٹا رہے ہیں۔

۴) اللہ جل شانہ اور رسول ﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت کو چھوڑ کر موصوف کی بتائی ہوئی خاتمیت کو ماننے کا نانوتوی صاحب کے نزدیک یہ فائدہ ہے کہ اس کے ماننے سے حضور ﷺ کی شان چھ گنا اور بڑھ جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ جل شانہ سے بڑھائی نہیں جا سکی تھی۔

نانوتوی صاحب نے اپنی اس گھڑنت کا اعتراف ان لفظوں میں کیا ہوا ہے!

"ہاں بوجہ عدم ثبوت قطعی نہ کسی کو تکلیف عقیدہ دے سکتے ہیں نہ کسی کو بوجہ انکار کافر کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس قسم کے استنباط اُمت کے حق میں مفید یقین نہیں ہو سکتے احتمال خطا باقی رہتا ہے۔ البتہ تصریحات قطعی الثبوت تو پھر تکلیف مذکور اور تکفیر مسطور دونوں تو یہاں ایسی تصریحات درجہ قطعیت کو نہیں پہنچی۔ یعنی نہ کلام اللہ میں ایسی تصریح ہے نہ کسی حدیث متواتر میں البتہ حضرت عبد اللہ بن عباس سے ایک اثر منقول ہے جو درجہ تواتر تک نہیں پہنچا نہ اس کے مضمون پر اجماع منعقد ہوا"۔ (تحذیر الناس ص ۲۹)

اب اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول ﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت کے بارے میں نانوتوی صاحب کی تصریح ملاحظہ ہو!

"سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے اور تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لانبی بعدی او کما قال جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر ہو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا کہ الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجود یہ کہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں۔ جیسا اسکا منکر کافر ہے ایسا ہی اسکا منکر بھی کافر ہوگا"۔ (تحذیر الناس ص ۱۰،۱۱)

ان دونوں عبارتوں میں نانوتوی صاحب نے اپنی گھڑی ہوئی خاتمیت اور اللہ جل شانہ و رسول ﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت کی شرعی حیثیت اپنے لفظوں میں بیان کی ہے اور دونوں کے ماننے اور نہ ماننے کا شرعی حکم بھی لکھ دیا۔ ان عبارتوں کے بعض نکات یہ ہیں۔

۱) نانوتوی صاحب کی گھڑی ہوئی خاتمیت کا کوئی قطعی ثبوت نہیں ہے۔

۲) بایں وجہ اس پر عقیدہ رکھنے کی کسی کو تکلیف نہیں دی جا سکتی۔

۳) موصوف کی گھڑی ہوئی خاتمیت کے منکر کو کافر نہیں کہا جا سکتا۔

۴) نانوتوی صاحب کی گھڑی ہوئی خاتمیت پر یقین نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ایسے استنباط میں خطا کا احتمال باقی رہتا ہے۔

۵) موصوف نے جو خاتمیت گھڑی اس کی قرآن مجید اور کسی متواتر حدیث میں کوئی تصریح نہیں ہے۔

۶) نانوتوی صاحب نے اس خاتمیت کی عمارت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ایک اثر کی بنیاد پر تعمیر کی ہے جس کو اکابر اُمت نے شاذ بتایا اور عقیدہ خاتمیت کے خلاف ٹھہرا کر رد کیا ہوا تھا۔

۷) نانوتوی صاحب کے نزدیک بھی مذکورہ اثر حد تواتر کو نہیں پہنچا اور اُمت محمدیہ کا اس پر اجماع منعقد نہیں ہوا بلکہ یہ اُمت مرحومہ کا رد کیا ہوا اثر ہے۔

۸) نانوتوی صاحب پورا زور لگاتے رہے ہیں کہ خاتمیت مرتبی کو ماننے سے خاتمیت زمانی خود بخود لازم

آجائے گی حالانکہ موصوف کی یہ سینہ زوری اور عوام الناس کو دھوکہ دینا ہے کیونکہ خاتمیت مرتبی کے ماننے سے تو خاتمیت زمانی کا انکار لازم آتا ہے۔

۹) اللہ جل شانہ اور رسول ﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت زمانی کا مضمون دیجہ تو اتر کو پہنچ گیا ہے۔

۱۰) خاتمیت زمانی پر اُمت محمدیہ کا اجماع بھی منعقد ہو گیا ہے۔

۱۱) خاتمیت زمانی کا منکر رکعات نماز کے منکر کی طرح کافر ہے۔

جب نانوتوی صاحب بھی خود مانتے تھے کہ خاتمیت زمانی کا منکر کافر ہے تو انہوں نے جان بوجھ کر اسکے خلاف دوسری خاتمیت کیوں گھڑی؟ اور کیوں کفر اور ارتداد کا ارتکاب کیا؟ اس سوال کا جواب موصوف نے اس عبارت میں دیا ہوا ہے!

"باقی رہی یہ بات کہ بڑوں کی تاویل کو نہ مانیے تو ان کی تحقیر نعوذ باللہ لازم آئے گی۔ یہ انہیں لوگوں کے خیال میں آسکتی ہے جو بڑوں کی بات فقط ازراہ بے ادبی نہیں مانا کرتے۔ ایسے لوگ اگر ایسا سمجھیں تو بجا ہے۔ المرء یقیس علی نفسہ۔ اپنا یہ وطرہ نہیں۔ نقصان شان اور چیز ہے اور خطا و نسیان اور چیز۔ اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آ گیا؟ ۔۔۔۔ اور کسی طفل ناداں نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا؟

گاہ باشد کہ کودک ناداں ۔۔۔ بغلط بر ہدف زند تیرے (تحذیر الناس ص ۳۲)

اس عبارت میں نانوتوی صاحب نے کوئی بات ڈھکی چھپی نہیں رکھی بلکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ ورسول ﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت کے مقابلے میں نئی خاتمیت گھڑنے اور پوری اُمت محمدیہ کی مخالفت کر کے کفر وارتداد کا وبال سر پر لینے کی وجہ بیان کر دی ہے ۔۔۔ چند نکات ملاحظہ فرمائیے۔

۱) اگر کوئی نانوتوی صاحب سے یہ کہتا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول ﷺ کی بتائی ہوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی سمجھی اور سمجھائی ہوئی اجماعی خاتمیت کو رد کر کے اس کے بالمقابل اپنی طرف سے جو خاتمیت گھڑی ہے تو ایسا کرنے کے باعث ان سارے بڑوں کی تحقیر لازم آئے گی تو موصوف نے جواب دے دیا ہے کہ بڑوں کی تحقیر تب ہوتی ہے جب کوئی ان کی بات کو بے ادبی سے نہ مانے جبکہ میں نے تو ان کی بتائی ہوئی خاتمیت کو بڑے ادب واحترام سے ٹھکرایا اور رد کیا ہے لہذا انکی تحقیر کب لازم آئی؟

۲) نانوتوی صاحب بتا رہے ہیں کہ میں بڑوں کی بے ادبی نہیں کر رہا ہوں بلکہ خاتمیت کے معنی میں سارے ہی بڑوں سے بھول چوک اور خطا و نسیان کا وقوع ہو گیا تھا۔

۳) بڑوں سے خاتمیت کے معنی میں یہ غلطی بایں وجہ واقع ہوئی کہ انہوں نے خاتمیت کے معنی کی طرف پوری توجہ نہیں فرمائی تھی۔

۴) خاتمیت کے معنی کی طرف پوری توجہ نہ کرنے کے باعث بڑوں کا ذہن اس کے حقیقی مفہوم تک نہ پہنچ سکا اور ان میں سے کوئی ایک بھی ٹھکانے کی بات نہ کہہ سکا۔

۵) تیرہ صدیاں گزرنے پر برٹش گورنمنٹ کی نگاہ عنایت سے ٹھکانے کی بات آج ایک طفل ناداں نے اپنی کتاب "تحذیر الناس" میں کہہ دی جیسا کہ حسن اتفاق سے کبھی کسی طفل ناداں کا تیر بھی نشانے پر جا لگتا ہے اور اتنی بات سے وہ عظیم الشان نہیں ہو جاتا۔۔۔

افسوس!

کیا خبر تھی کہ لے کر چراغ مصطفوی جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بولہبی

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

نوٹ: یہ مضمون علامہ عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "کلمہ حق" کے ابتداء سے لیا گیا ہے۔